127833 - رخصتی سے قبل ہی بیوی سے دخول کر لیا اور اب سسرال والے فسخ نکاح چاہتے ہیں

سوال

ايك نوجوان كى ايك لڑكى سے منگنى ہوئى اور پھر عقد نكاح بھى ہو گيا، اور لڑكے نے سسرال والوں كے علم كے بغير لڑكى سے دخول بھى كر ليا، اور لڑكى اور لڑكے ميں اختلافات ہوئے جس كے نتيجہ ميں ان كے تعلقات قائم ركھنا محال ہوگئے اب مشكل يہ ہے كہ لڑكى كنوارى نہيں رہى، اور نوجوان كى والدہ نے لڑكى كى والدہ كو بھى اس كے متعلق بتا ديا ہے، ليكن لڑكى والے اس خبر كے باوجود بھى فسخ نكاح پر اصرار كر رہے ہيں، ان كا كہنا ہے كہ وہ فسخ نكاح كے ليے ہر قسم كے حقوق سے دستبردار ہونے پر تيار ہيں.

ليكن لڑكے والے خوفزدہ ہيں كہ كہيں وہ لڑكى پر ظلم نہ كر بيٹھيں، اور وہ لڑكى كى شہرت خراب ہونے سے بچانے كى حرص ركھتے ہيں، اور وہ بہت زيادہ اختلافات كے باوجود اس شادى كو برداشت كرنے پر تيار ہيں، حالانكہ ان اختلافات كے ہوتے ہوئے تعلقام قائم ركھنا مشكل ہيں.

كيا لڑكے كے ليے يہ جائز ہے كہ وہ سسرال والوں سے اپنى بيوى كو سپرد كرنے كا مطالبہ كرے كيونكہ اس سے دخول ہو چكا ہے چاہے رخصتى كا اعلان نہيں ہوا ؟

اور كيا اگر لڑكى والوں نے فسخ نكاح پر اصرار كيا تو وہ گنہگار ہونگے اور اس مسئلہ كو حل كرنے سے انكار كر رہے ہيں اور فسخ نكاح كے نتيجہ ميں كيا مرتب ہوگا، اور آپ اس سلسلہ ميں كيا نصيحت كرتے ہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جب آدمى كا عورت سے عقد نكاح ہو جائے تو وہ اس كى بيوى بن جاتى ہے، اور اس كے ليے اس عورت سے جماع كے علاوہ باقى سب كچھ كرنا جائز ہے، كيونكہ جماع كرنے كے نتيجہ ميں بہت سارى خرابياں پيدا ہو سكتى ہيں، ہو سكتا ہے وہ اس جماع سے حاملہ بھى ہو جائے، اور مقرر كردہ رخصتى كے وقت سے قبل ولادت ہو جائے، تو اس طرح عورت پر تہمت لگے، يا پھر خاوند كى جانب سے اسے طلاق ہو جائے، يا خاوند فوت ہو جائے، تو خيال كيا جائے كہ عورت كنوارى ہے حالانكہ وہ كنوارى نہيں ہے.

اس ليے خاوند كو چاہيے كہ وہ رخصتى كے اعلان تك صبر كرے، اور عورت كو بھى چاہيے كہ اگر خاوند جماع كرنا چاہے تو وہ اسے اس سے منع كرے.

مزید آپ سوال نمبر (111165) اور (70531) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

دوم:

خاوند کو چاہیے کہ اس عرصہ میں جو اختلافات ہوئے وہ ان کی طبعیت کو دیکھے، اور مستقبل میں ان اختلافات کو ختم کرنے اور ان پر غلبہ کرنے کے امکان کا جائزہ لے، اگر تو واضح ہو کہ ان اختلافات کا علاج کرنا ممکن ہے، تو وہ اپنی اس شادی کو برقرار رکھے، اور سسرال والوں سے بیوی کو سپرد کرنے کا مطالبہ کرے.

اور اگر یہ واضح ہو کہ یہ ایسے امور ہیں جن کے متعلق ظن غالب ہو کہ ان کے ہوتے ہوئے ازدواجی زندگی کو قائم رکھنا مشکل ہے تو پھر خاوند کے لیے بیوی کو طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں، اور وہ اسے پورے حقوق ادا کرے، جو کہ پورا مہر (مقدم اور مؤخر دونوں) ہے، اور اگر بیوی اپنی رضامندی کے ساتھ اس میں کچھ سے دستبردار ہو جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

سوم:

جب خاوند نکاح کو باقی رکھنے کی رغبت رکھتا ہو لڑکی والے طلاق پر مصر ہوں، تو اس سلسلہ میں بیوی کی رائے مرجع شمار ہو گی، کیونکہ وہی اس معاملہ والی ہے اور اس نے ہی خاوند کے ساتھ رہنا ہے، اگر تو وہ طلاق نہیں چاہتی تو خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے اور اسے طلاق مت دے، اور اگر وہ ان مشاکل کی بنا پر طلاق چاہتی ہو، اور دیکھے کہ اس خاوند کے ساتھ رہنا مشکل ہے تو پھر خاوند کو چاہیے کہ وہ اسے طلاق دے دے.

اللہ تعالی سب کو اپنی رضا و خوشنودی کے کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے.

واللہ اعلم .